OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com
DOI: https://doi.org/10.53575/arjish.v6.02(22)u22.258-269

مزاح کی صورتیں اور حکم: سیرت طیبہ کی روشنی میں

Forms of humor and order: the light of Sirat-e-Tayyaba

Majid Nawaz Malik
Department of Islamic Learning, Faculty of Islamic Studies, University of Karachi
Email: majidnawaz88@gmail.com

Dr. Nighat Akram
Assistant Professor, Department of Islamic Studies University of Poonch.
Email: nighatakram@upr.edu.pk

Received on: 19-07-2022 Accepted on: 22-08-2022

Abstract

Islam is a religion of nature that allows every human being to fulfill all the natural requirements while being subject to the Sharia - Since there is a natural balance of humor and good nature within the human being, therefore the religion of Islam remains within the limits of the Sharia. However, no restrictions have been imposed on it, but it has also been encouraged. Sarcasm and humor are offensive to another person because sarcasm is intended to insult the other person, while humor is intended only to entertain, which does not insult or offend the other person, but rather is accompanied by sympathy, amusement, insight, and sympathy. Humor is permissible while mockery is prohibited. Humor is recommended in some cases, repulsive, and prohibited in others. It is forbidden to tell lies in religious affairs, religious ceremonies, people of Islam, joking, joking with non-Muharram, joking with weapons, or scaring and hurting someone through humor. It is also prohibited because it removes fear and confusion, makes one forget the remembrance of Allah, and sometimes such humor leads to harassment. Prophet Muhammad (PBUH) also made legitimate jokes and his jokes were based on truth.

Keywords: Islam, Humor, Mockery, Prophet Muhammad.

تمہید

اسلام ایک دین فطرت ہے جو ہر انسان کو شریعت کے تابع رہتے ہوئے تمام فطری تقاضوں کو پورا کرنے کی اجازت دیتا ہے-انسان کے اندر چونکہ مزاح اور خوش طبعی کا فطری میلان پایا جاتا ہے اس لیے دین اسلام میں شرعی حدود وقیود کے اندر رہتے ہوئے اس پر کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں لگائی بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی ہے- لیکن بد قسمتی سے ہمارے معاشرے میں مزاح اور ہنسی کے نام مذاق، ہزل اور استہزا، دوسروں کو تنگ وپریشان کرنا اور تکالیف پہنچانا بھی پایا جاتا ہے۔اس ضرورت کے پیش زیر نظر مقالہ میں مزاح کا معنی ومفہوم، مزاح کی اقسام، سیرت طیبہ سے مزاح کی نظائر اور شرعی رہنمائی پیش کی جائے گی۔

مزاح کا لغوی معنی:

مزاح کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے ابن منظور لکھتے ہیں:

المزاح: وهو نقيضُ الجِدِّ، من مزَح يمزَح مَزحًا ومِزاحًا ومُزاحًا ومُزاحة [1]

مزاح، سنجیدگی کی ضد ہے اور یہ مزَح يمزَح مَزحًا ومِزاحًا ومُزاحًا ومُزاحة سے آتا ہے۔

مزاح کی اصطلاحی تعریف:

مزاح کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

المبَاسطة إلى الغير على جهة التَّلطُّف والاستعطاف، دون أذيَّة [2]

ترجمہ: غیر کے ساتھ ہنسی مزاق کرنا لطافت کیلئے اور شفقت کرتے ہوئے نہ کہ اذیت دینے کیلئے۔

مزاح اور ہزل میں فرق:

مذاح اور ہزل میں فرق کرتے ہوئے علامہ عسکری لکھتے ہیں:

أنَّ الهَزْل يقتضي تواضع الهازل لمن يهْزِل بين يديه، والمزَاح لا يقتضي ذلك، فالملِك يُمَازِح خدمه وإن لم يتواضع لهم تواضع الهازل لمن يهْزِل بين يديه، والنَّبي يُمَازِح، ولا يجوز أن يُقال يهْزِل. ويقال لمن يسخر: يهْزِل، ولا يقال: يمزح [3]

ترجمہ: بے شک ہزل میں ہازل دوسرے کو نیچا دیکھاتا ہے جبکہ مزاح اس چیز کا تقاضا نہیں ہوتا۔ جو شخص کسی کو نیچے دکھانا کیلئے ہنسی کرے اسے ہزل تو کہتے ہیں مگر مزاح نہیں کہہ سکتے۔ نبی (علیہ السلام) مزاح کرتے ہیں، اور یہ کہنا جائز نہیں کہ نبی ہزل کرتے ہیں اور جو بندہ تمسخر اڑائے اس کے بارے میں ہزل کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور اسے کیلئے مزاح کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔

مزاح اور استہزاء میں فرق:

مزاح اور استہزاء میں فرق کرتے ہوئے علامہ عسکری لکھتے ہیں:

أنَّ المزَاح لا يقتضي تحقير من يمازِحه، ولا اعتقاد ذلك، --- والاستهزاء يقتضي تحقير المسْتَهْزَأ به، واعتقاد تحقيره [4].

ترجمہ: بے شک مزاح میں بندہ دوسرے کی تحقیر نہیں کرتا اور نہ اس کا یہ نظریہ ہوتا ہے۔ جبکہ استہزا میں مستہزا بہ کی تحقیر مراد ہوتی ہے، اور اس کا اعتقاد ہی تحقیر ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ مزاح، ہزل اور استہزا کے درمیان فرق ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ استہزا اور ہزل سے دوسرے شخص کی دل آزاری ہوتی ہے اس لیے کہ استہزا سے مقصود دوسرے کی توہین ہوتی ہے جب کہ مزاح سے مقصود محض دل لگی ہوتی ہے جس سے دوسرے شخص کی توہین نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کی دل آزاری ہوتی ہے، بلکہ اس کے ساتھ ہمدردی، دل لگی، انسیت اور ہمدردی پائی جاتی ہے۔

مزاح کی اقسام:

مزاح کی دو قسمیں ہیں:

۱۔مزاح محمود ۲۔مزاح مذموم

مزاح کی اقسام بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حبانؒ لکھتے ہیں:

المزاح المحمود :وهو الذي لا يشوبه (يخالِطه) ما كَرِه اللهُ عزَّ وجل، ولا يكون بإثمٍ ولا قطيعة رَحِم.المزاح المَذْموم :وهو الذي يثير العداوةَ، ويُذهب البهاءَ، ويقطع الصداقَة، ويجرِئ الدنيءَ عليه، ويحقد الشريفَ به".اهـ بتصرُّف[5].

ترجمہ:مزاح محمود: سے مراد ایسا مزاح ہے جس میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو اللہ تعالی کو ناپسند ہے اور مزاح محمود کا فاعل نہ تو گنہگار ہے اور نہ قطع رحمی کرنے والا ہے۔مزاح مذموم: سے مراد ایسا مزاح ہے جس سے عداوت جنم لیتی ہے ،وقار چلا جاتا ہے،دوست ختم ہو جاتے ہیں ،خساست پیدا ہوتی ہے اور شرع شریف نے اسے ناپسند جانا ہے۔

مزاح مذموم کی اقسام:

اسی طرح علماء نے مزاح مذموم کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے:

الأول: المكروه :وهو إذا أكثَر الإنسانُ من المزاح المباح، تحوَّل إلى مزاحٍ مَكروه.

ترجمہ: پہلی قسم مزاح مکروہ ہے: جب انسان مباح مزاح کثرت سے کرے تو اسے مزاح مکروہ کہتے ہیں۔

الثاني: الحرام : وهو المزاح الذي يزيح صاحبَه عن الحقِّ، ويخرجه عن حدِّ الشريعةِ؛ إمَّا بالكذبِ أو السُّخرية أو الترويعِ أو ما شابه ذلك، وقد يكون بالاستهزاءِ بأمرٍ من أمور الدين أو بأهلِه؛ قال تعالى :﴿ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا ﴾ [6]

ترجمہ: دوسری قسم مزاح حرام ہے: اس سے مراد وہ مزاح ہے جس کا کرنے والا حق سے بہک جاتا ہے،اور حد شریعت سے نکل جاتا ہے۔خواہ وہ کذب ہو یا مزاح اڑانا ہو، یا اس کے مشابہ ہو۔ کبھی کبھار استہزاء امور دین میں سے کسی امر کا مذاق اڑانا ہوتا ہے یا اہل دین کا مذاق اُڑانا ہوتا ہے اور اس کے بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے: اور اللہ تعالی کی آیات کو مذاق نہ بناؤ۔

مزاح حرام کی صورتیں:

دینی امور میں مزاح کرنا:

مزاح فی الدین کا مطلب یہ ہے کہ دین کا مزاح اڑایا جائے۔قرآن وسنت میں اس سے منع کیا گیا ہے۔اس لیے کہ دین کا مذاق اڑانا کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَلاَ تَتَّخِذُوَا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا ﴾[7]

ترجمہ: اور اللہ تعالی کی آیات کو مذاق نہ بناؤ۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ﴾[8]

ترجمہ: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں فرمایا خدا کی پناہ

کہ میں جاہلوں سے ہوں۔

امام قرطبیؒ اس آیت کی شرح میں لکھتے ہیں:

"في الآية دليلٌ على منع الاستهزاء بدين الله ودينِ المسلمين ومَن يجب تعظيمه، وأنَّ ذلك جَهل، وصاحبه مستحقٌّ للوعيد، وليس المزاح من الاستهزاء بسبيلٍ، ألا ترى أنَّ النَّبي صلى الله عليه وسلم كان يمزح والأَئِمَّة بعده؟."

ترجمہ: یہ آیت کریمہ اللہ تعالی اور مسلمانوں کے دین کے ساتھ استہزا کے منع ہونے پر دلیل ہے اور دین کی تعظیم واجب ہے۔ دین کا استہزاء کرنا والا جاہل ہے اور مستحق وعید ہے۔ مزاح، استہزاء کے زمرہ میں نہیں آتا، کیا تو نہیں دیکھتا کہ بے شک نبی اکرم ﷺ مزاح فرمایا کرتے تھے اور خلفاء بھی آپ کے بعد مزاح کرتے تھے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مزاح شریعت میں ممنوع اور ناپسندیدہ نہیں بلکہ دین کا مذاق اڑانا اور استہزاء کرنا ممنوع ہے۔ دین کا مذاق اڑانے والا وعید کا مستحق ہے اور یہ مزاح کے زمرہ میں نہیں آتا۔ علامہ مناویؒ لکھتے ہیں:

ابن عربیؒ نے احکام دین کا مزاق اڑانے سے منع کیا ہے کہ یہ جہالت ہے اور اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کی گائے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴾ [البقرة: 67]، قال: "معناه لا أمزح في أحكام الدِّين؛ فإنَّ ذلك فعل الجاهلين، ولكن اذبحوها، فستروا الحقيقة فيها[9]"

ترجمہ: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو، انہوں نے کہا کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے، کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ جاہلوں میں سے ہوں۔ ابن عربیؒ نے کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ میں احکام دین میں مزاح نہیں کرتا، پس بے شک یہ جاہلوں کا کام ہے، لیکن تم اسے ذبح کرو، پس حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ احکام شریعت کا مذاق نہ اڑایا جائے اس لیے کہ یہ جاہلین کا شعار اور طریقہ ہے۔

وہ مجالس جن میں دین کے ساتھ مذاق ہوتا ہے اور دین کا استہزا اڑایا جاتا ہے، ان مجالس میں بیٹھنے سے منع فرمایا گیا ہے اور ایسے لوگوں کو ظالمین میں شمار کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾[10]

ترجمہ: اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں تو ان سے الگ ہو جا یہاں تک کہ کسی اور بات میں بحث کرنے لگیں، اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا﴾[11]

ترجمہ: اور اللہ نے تم پر قرآن میں حکم اتارا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں پر انکار اور مذاق ہوتا ہوا سنو تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں، ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے، اور اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے۔

مزاح میں جھوٹ بولنا:

مزاح میں جھوٹ بولنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"إن الكذب لا يَصْلُحُ منه جِدٌّ ولا هَزْلٌ؛ اقرؤوا إن شئتم :﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ[12] ﴾[13]

ترجمہ: بے شک جھوٹ، حقیقت میں بھی جھوٹ اور مذاق میں بھی، پڑھو اگر تم چاہتے ہو (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

حضرت معاویہ بن حیدۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ويلٌ للَّذي يُحَدِّثُ فيَكذِبُ ليُضحِكَ به القوم، ويلٌ له ويلٌ له"[14]

ترجمہ: اس شخص کیلئے ہلاکت ہے جو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تاکہ لوگوں ہنسیں، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"لا يبلغ رجلٌ حقيقةَ الإيمان حتى يدع المِرَاء وهو مُحِقٌّ، والكذبَ في المزاح"[15]

ترجمہ: بندہ ایمان کی حقیقت تک نہیں سکتا یہاں تک کہ جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ وہ حق پر ہو اور مزاح میں جھوٹ کو چھوڑ دے۔

مزاح میں جھوٹ ترک کرنے والے کیلئے بشارت:

جو شخص مزاح میں جھوٹ ترک کر دیتا ہے اس کے لیے حدیث شریف میں وسط جنت میں گھر ہونے کی خوشخبری ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أنا زعيم ببيتٍ في ربض الجَنَّة لَمَن ترك المراء وإن كان مُحِقًّا، وببيتٍ في وسط الجَنَّة لَمَن ترك الكذب وإن كان مازحًا، وببيتٍ في أعلى الجَنَّة لَمَن حسُن خُلُقه" [16]

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس شخص کے لیے جنت کے اندر ایک گھر کا ضامن ہوں جو لڑائی جھگڑا چھوڑ دے، اگرچہ وہ حق پر ہو، اور جنت کے بیچوں بیچ ایک گھر کا اس شخص کے لیے، جو جھوٹ بولنا چھوڑ دے، اگرچہ وہ ہنسی مذاق ہی میں ہو، اور جنت کی بلندی میں ایک گھر کا اس شخص کے لیے جو خوش اخلاق ہو۔

ہتھیار کے ساتھ مذاق کرنا:

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ یہ صورت بھی ممنوع اور حرام ہے کہ لوگ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اس مضحکہ خیز مذاق سے پنگا لیتے ہیں،

ان میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کر کے اسے ڈراتا ہے، یا اسے تکلیف دیتا ہے، اسے وار کرتا ہے، یا مار ڈالتا ہے، پھر کہتا ہے: میں مذاق کر رہا تھا۔

عَن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مَن أشار إلى أخيه بحديدةٍ؛ فإنَّ الملائكةَ تلعنه حتى يَدَعَهُ، وإن كان أخاه لأبيه وأمِّه[17].

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے بھائی کی طرف لوہے سے اشارہ کرتا ہے، فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دیتا ہے، چاہے اس کا بھائی اس کے باپ اور ماں کا ہی کیوں نہ ہو۔"

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"فيه تأكيدُ حُرمة المسلم، والنَّهي الشديد عن ترويعه وتخويفه والتَّعَرُّض له بما قد يؤذيه، وقوله صلى الله عليه وسلم: (وإن كان أخاه لأبيه وأمِّه)مبالغة في إيضاحِ عموم النَّهي في كلِّ أحد، سواء من يُتَّهم فيه، ومَن لا يُتَّهَم، وسواء كان هذا هزلاً ولعِبًا أم لا؛ لأنَّ ترويع المسلم حرامٌ بكلِّ حال، ولأنَّه قد يسبقه السِّلاح كما صرَّح به في الرِّواية الأخرى، ولَعْن الملائكة له يدلُّ على أنَّه حرام" [18]

ترجمہ: النووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "یہ ایک مسلمان کی حرمت کی تصدیق کرتا ہے، اور اسے ڈرانے، دھمکانے اور اسے کسی ایسی چیز سے ظاہر کرنے سے سختی سے منع کرتا ہے جو اسے نقصان پہنچا سکتی ہے، اور اس کا یہ قول، خدا کی دعا اور سلامتی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم: (اور اگر اس کا بھائی اس کے والد اور والدہ سے ہو) ہر ایک میں عام ممانعت کو واضح کرنے میں مبالغہ آرائی ہے، خواہ اس میں ملزم ہو، اور کون ملزم نہ ہو، اور یہ مذاق ہے یا نہیں، اس لیے کہ مسلمان کو دہشت زدہ کرنا ہر حال میں حرام ہے، اور اس لیے کہ اس سے پہلے ہتھیار ہو، جیسا کہ اس نے دوسری روایت میں بیان کیا ہے، اور اس پر فرشتوں کی لعنت اس کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے۔"

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:" لا يشيرُ أحدكم على أخيه بالسِّلاح؛ فإنَّه لا يدري لعلَّ الشيطان يَنْزِعُ في يده؛ فيقع في حفرةٍ من النَّار"[19]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہتھیار کے ساتھ اپنے بھائی کی طرف اشارہ نہ کرے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ شیطان اس کے ہاتھ سے نکل کر آگ کے گڑھے میں گر سکتا ہے۔

قال ابن حجر رحمه الله: "وفي الحديث النَّهي عمَّا يُفضِي إلى المحذور، وإن لم يكن المحذور مُحقَّقًا، سواء كان ذلك في جدٍّ أو هزل"[20]

ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: "اور حدیث میں اس چیز سے منع کیا گیا ہے جو کسی چیز کی طرف لے جائے۔ حرام ہے، خواہ ممانعت پوری نہ ہوئی ہو، خواہ سنجیدگی سے ہو یا مذاق میں۔"

علمائے کرام نے پچھلی حدیث میں فرمایا: "شیطان جو کر، یا کسی لاعب کو بغیر سمجھے فاسد اور متکبر بنا سکتا ہے، وہ اپنے اندر شیطان کے عمل اور اس کے مکر سے بغاوت کرتا ہے۔ جس چیز کا مقصد نہیں ہے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو برائی ہو گی اور جو چیز حرام کی طرف لے جاتی ہے وہ

حرام ہے،اس لیے فقہاء نے سنجید گی یا مذاق میں اس کام کو حرام قرار دیا ہے۔

غیر محرم کے ساتھ مذاق کرنا:

مرد کا غیر محرم عورت کے ساتھ مذاق کرنا اور عورت کا بغیر محرم کے مرد کے ساتھ مذاق کرنا حرام ہے۔ کیونکہ مذاق مخاطب کے لیے ہمدردی اور دلوں کو نرم کرنا ہے، یہ فسق وفجور کا باعث بنتا ہے، اور فتنہ وفساد کا باعث بنتا ہے، اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا﴾ [21]

ترجمہ: بات نرم نہ کرو تاکہ جس کے دل میں روگ ہے، کسی لالچ میں نہ پڑ جائے اور صاف سیدھی بات کرو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مزاق میں جھوٹ بولنا نہایت قبیح حرکت ہے۔ جھوٹے شخص کا کوئی اعتبار نہیں۔اور پھر شریعت مطہرہ میں جھوٹ بولنا یعنی احکام دین کا مزاق اڑانے کیلئے استہزا کرنا انتہائی ممنوع اور حرام ہے۔

دوسرے کے مال کو بطور مزاح اس کی اجازت کے بغیر لینا:

دین اسلام میں کسی شخص کا مال بطور مزاح اس کی اجازت کے بغیر ممنوع ہے۔ چنانچہ حضرت سائب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لا يأخذن أحدُكم متاعَ أخيه لاعبًا ولا جادًّا، ومَن أخذ عصا أخيه فليردَّها عليه"

ترجمہ: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا سامان (بلا اجازت) نہ لے نہ ہنسی میں اور نہ ہی حقیقت میں، اور جو کوئی اپنے بھائی کی لاٹھی لے تو چاہیئے کہ (ضرورت پوری کرکے) اسے لوٹادے۔

سیرت نبوی میں مزاح کی نظائر:

رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بھی مزاح فرمایا کرتے تھے مگر آپ کا مزاح مبنی پر حق ہوتا ،ذیل میں چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں:

ا۔عن انسٍ رضی الله تعالٰی عنه ان رجلاً استحمل رسول الله صلّی الله علیه وسلم فقال انی حاملك علی ولد ناقةٍ فقال ما اصنع بولد الناقةِ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم وهل تلد الابل الا النوق[22]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ دوں گا تو سائل نے عرض کیا کہ میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اونٹنی اونٹ کے علاوہ بھی کسی کو جنتی ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سائل سے مزاح بھی فرمایا اور اس میں حق اور سچائی کی رعایت بھی فرمائی سواری طلب کرنے پر آپ نے

جب اونٹنی کا بچہ مرحمت فرمانے کا وعدہ فرمایا تو سائل کو تعجب ہوا کہ مجھے سواری کی ضرورت ہے اور اونٹنی کا بچہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اس پر سواری کی جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تعجب کو دور کرتے ہوئے اور اپنے مزاح کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا کہ بھائی میں تجھے سواری کے قابل اونٹ ہی دے رہا ہوں مگر وہ بھی تو اونٹنی ہی کا بچہ ہے۔

۲۔عن انسٍ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ یاذالاذنین[23]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے دو کان والے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے "اے دو کان والے" کہنا بھی ظرافت اور خوش طبعی کے طور پر تھا۔ اور ظرافت کا یہ انداز تو ہمارے عرف میں بھی رائج ہے مثلاً کبھی اپنے بے تکلف دوست سے یا ذہین طالب علم سے ناراضگی کا اظہار اس انداز میں کیا جاتا ہے کہ ایک چپت رسید کروں گا تو تمہارا سر دو کانوں کے درمیان ہو جائے گا۔ حالانکہ وہ پہلے سے وہیں پر ہوتا ہے۔

۳۔عن انسٍ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لامرأۃٍ عجوزٍ انہ لاتدخل الجنۃ عجوزٌ فقالت مالہن وکانت تقرء القرآن فقال لہا ما تقرئین القرآن اِنَّا انشئناہن انشاءً فجعلنٰہنّ ابکارًا[24]

ترجمہ: حضرت انس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ بڑھیا جنت میں داخل نہیں ہو گی۔ وہ عورت قرآن پڑھی ہوئی تھی اس نے عرض کیا بوڑھی کے لئے کیا چیز دخولِ جنت سے مانع ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا ہم جنتی عورتوں کو پیدا کریں گے پس ہم ان کو کنواریاں بنادیں گے۔

ایک اور روایت میں یہ واقعہ مزید تفصیل کے ساتھ وارد ہوا ہے کہ اس صحابیہ عورت نے جو بوڑھی تھیں آپ سے دخولِ جنت کی دعا کی درخواست کی تو اس پر آپ نے مزاحاً فرمایا کہ بڑھیا تو جنت میں داخل نہیں ہو گی، یہ سن کر بڑھیا کو بڑا رنج ہوا اور روتے ہوئے واپس چلی گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا کر اس عورت کو کہہ دو کہ عورتیں بڑھاپے کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اِنَّا انشئناھن انشاءً فجعلنٰھنّ ابکارًا" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح اس واقعہ میں بھی مبنی بر حق تھا مگر آپ نے ایک سچی بات کو مزاحیہ انداز میں بیان کر کے امت کو یہ تعلیم دی کہ کبھی کبھار مذاق اور دل لگی بھی کر لینی چاہئے۔

۴۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بدوی صحابی زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کچھ دیہاتی اشیاء بطور ہدیہ لایا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی واپسی پر اسے کچھ شہری اشیاء ہدیۃً عنایت فرماتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے زاہر ہمارا باہر کا گماشتہ ہے اور ہم اس کے شہر کے گماشتہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم زاہر سے بڑی محبت فرماتے تھے ویسے زاہر ایک بدصورت آدمی تھے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازار تشریف لے گئے تو زاہر کو اپنا سامان بیچتے ہوئے پایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیچھے سے اپنے ساتھ اس طرح چمٹالیا کہ اپنے دونوں ہاتھ اس کے بغلوں کے نیچے سے لیجا کر اس کی آنکھوں پر رکھ دیئے تاکہ وہ پہچان نہ پائے (یہ افتاد دیکھ کر) زاہر نے کہا کہ کون ہے؟ چھوڑ مجھے۔ (پھر اس نے کوشش کر کے) مڑ کر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا (اور پہچانتے

ہی) اپنی پیٹھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک سے مزید چمٹانے لگا ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ صدا بلند کرنے لگے کہ ارے کوئی اس غلام کا خریدار ہے؟ اس پر زاہر نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول بخدا آپ مجھے کھوٹا سکّہ پائیں گے، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کھوٹا سکّہ نہیں ہے۔[25]

۵۔عن عوف بن مالک الاشجعی قال اتیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک وہو فی قبۃٍ من ادمٍ فسلمت فردّ علیّ وقال فقلت أکلی یا رسول اللّٰہ قال کلّک فدخلت[26]

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب دیا اور فرمایا کہ اندر آجاؤ میں نے (مزاح کے طور پر) عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا میں پورا اندر داخل ہو جاؤ؟ تو آپ نے فرمایا ہاں پورے داخل ہو جاؤ، چنانچہ میں داخل ہو گیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے اسقدر بے تکلف تھے کہ صحابہ آپ سے مزاح بھی کر لیا کرتے تھے۔

مزاح کا شرعی حکم

ہماری شریعت تمام امور میں اعتدال پسند واقع ہوئی ہے، لہٰذا مزاح اور خوش طبعی میں بھی اعتدال کو ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ موقع اور محل کی مناسبت سے احیاناً مزاح مباح بلکہ مستحب ہے۔ تو اس کی کثرت اور اس پر مداومت مذموم قرار دی گئی ہے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں:

اعلم ان المزاح المنہی عنہ ہو الذی فیہ افراط ویداوم علیہ فانہ یورث الضحک وقسوۃ القلب ویشغل عن ذکر اللّٰہ والفکر فی مہمات الدینِ ویو ٔول فی کثیر من الاوقاتِ الی الایذاء ویورث الاحقاد ویسقط المہابۃ والوقار فاما من سلم من ہذہ الامور فہو المباح الذی کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یفعلہ علی الندرۃ لمصلحۃٍ تطیب نفس المخاطب وموانسۃ وہو سنۃ مستحبۃ.[27]

جان لو کہ مزاح وہ ممنوع ہے جو حد سے زیادہ ہو اور اس پر مداومت کی جائے کیونکہ یہ بہت زیادہ ہنسنے اور دل کے سخت ہونے کا باعث ہے، ذکر الٰہی سے غافل کر دیتا ہے اور اہم دینی امور میں غور و فکر سے باز رکھتا ہے۔ بسا اوقات ایذا رسانی تک پہنچاتا ہے۔ بغض و عناد پیدا کرتا ہے رعب و داب ختم ہو جاتا ہے لیکن جو شخص ان امور سے محفوظ ہو تو اس کے لئے مباح ہے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھار کسی مصلحت کے پیش نظر مخاطب کو بے تکلف اور مانوس بنانے کے لئے انجام دیا اور یہ سنتِ مستحبہ ہے۔

علامہ نووی کے اس کلام سے مزاح ممنوع و مستحب اور مذموم و ممدوح کی تعیین ہو جاتی ہے کہ کثرتِ مزاح چونکہ بہت زیادہ ہنسنے، قلب کے سخت اور بے حس ہونے، ذکر الٰہی سے غافل ہونے وغیرہ امورِ مذمومہ کا باعث ہے اس لئے وہ ممنوع ہے اور احیاناً مزاح سے یہ امورِ شنیعہ پیدا نہیں ہوتے اس لئے وہ سنتِ مستحبہ ہے۔

الغرض مزاح کی کثرت اور اس پر مداومت جس کے لئے مضر نہ ہو اس کے لئے سنتِ مستحبہ ہے اور جس کے لئے مضر ہو اس کے لئے ممنوع ہے مگر احیاناً مزاح ہر شخص کیلئے سنتِ مستحبہ ہے۔ پھر مزاح میں یہ امر بھی ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ اس سے کسی کو ایذاء نہ پہنچے اور کسی کی دل شکنی نہ ہو۔

نتائج البحث:

1. مزاح عمومی طور پر جائز جبکہ ہزل اور استہزاء ممنوع ہے۔
2. مزاح بعض صورتوں میں مستحب، جبکہ بعض میں مکروہ اور ممنوع ہے۔
3. دینی امور اور شعائر میں مزاح کرنا، اہل اسلام کے مسلمان ہونے کی وجہ سے مزاح کرنا، مزاح میں جھوٹ بولنا، غیر محرم کے ساتھ مزاح کرنا، ہتھیار کے ساتھ مزاح کرنا، یا مزاح کے ذریعے کسی کو ڈرانا اور تکلیف پہنچانا حرام ہے۔
4. ایسا مذاح جو حد سے بڑھ کر ہو اور اس پر مداومت اختیار کی جائے وہ بھی ممنوع ہے اس لیے کہ اس سے رعب و دبدبہ ختم ہو جاتا ہے ، ذکر الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے اور بسا اوقات ایسا مذاح ایذاء رسانی کا باعث بنتا ہے۔
5. نبی اکرم ﷺ نے بھی جائز مزاح فرمایا اور آپ کا مذاق مبنی بر صدق ہوتا تھا۔

حوالہ جات

---

[1] ابن منظور، لسان العرب، ج: ۲، ص: ۵۹۳

[2] زبیدی، تاج العروس، ج: ۷، ص: ۱۱۷

[3] عسکری، الفروق اللغویہ، ص: ۲۵۵

[4] عسکری، الفروق اللغویہ، ص: ۲۵۴

[5] تمیمی، محمد بن حبان، روضۃ العقلاء، ص: ۷۷

[6] البقرۃ: ۲۳۱

[7] البقرۃ: ۲۳۱

[8] البقرۃ: ۶۷

[9] مناوی، عبد الرؤف، فیض القدیر، ج: ۳، ص: ۱۳

[10] الأنعام: ۶۸

[11] النساء: ۱۴۰

[12] التوبۃ:۱۱۹

[13] حاکم،المستدرک علی الصحیحین، کتاب العلم،إن الکذب لا یصلح منہ جد ولا ھزل ولا أن یعد الرجل ابنہ ثم لا ینجزہ،ج:۱،ص:۳۳۵،حدیث:۴۵۱

[14] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح الجامع،حدیث:۱۳۶۷

[15] ابن أبي الدنيا، کتاب الصمت، ص:۴۴۳

[16] البانی،السلسلۃ الصحیحۃ، ص:۲۷۳

[17] مسلم،الجامع الصحیح،حدیث:٦٦٦٦

[18] نووی، شرح مسلم:ج:۸، ص:۴۸۸

[19] بخاری،الجامع الصحیح،حدیث:۲۰۷۲

[20] ابن حجر، فتح الباری،ج:۱۳، ص:۲۸

[21] الأحزاب:۳۲

[22] بغوی، شرح السنۃ،ج:٦، ص:۵۴۸

[23] ابی داؤد،السنن، حدیث:۵۰۰۴

[24] عراقی، تخریج الاحیاء،ج:۳، ص:۱۵۹

[25] مشکوۃ المصابیح، ص:۴۱٦

[26] مشکوۃ المصابیح، ص:۴۱۷

[27] ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح،ج:۸، ص:٦۱۷

References

1. Ibn Manzoor, Lasan al-Arab, vol. 2, p. 593
2. Zubaidi, Taj al-Aroos, vol. 7, p. 117
3. Al-Askari, al-Faruq al-Laghuya, p. 255
4. Al-Askari, al-Faruq al-Laghuya, p. 254
5. Tamimi, Muhammad bin Hibban, Rudah al-'Iqa'ah, p. 77
6. Al-Baqara: 231
7. Al-Baqara: 231
8. Al-Baqara: 67
9. Manawi, 'Abd al-Rauf, Fayd al-Qadeer, vol. 3, p. 13.
10. Al-Anam:68
11. Al-Nissa: 140
12. Al-Tababah:119

13. Al-Hakim, al-Mustadrak ala al-Saheehin, Kitab-ul-Ilm, al-Qazb la yasleh minh ja'd wa'l-hazl wa'an ya'ad al-rijal ibn saam la ynj la, vol. 1, p. 335, Hadith: 451
14. Al-Bukhaari, Muhammad ibn Isma'il, Saheeh al-Jami, Hadith: 7136
15. Ibn Abi al-Dinya, Kitab al-Samat, p . 443
16. Al-Albaani, al-Silsila al-Saheeh, p. 273
17. Muslim, Al-Jami al-Sahih, Hadith: 6666
18. Nawawi, Sharh Muslim, vol. 8, p. 488
19. Al-Bukhaari, al-Jami al-Sahih, Hadith: 7072
20. Ibn Hajar, Fath al-Bari, vol. 13, p. 28
21. Al-Ahzab: 32
22. Baghawi, Sharh al-Sunnah, vol. 6, p. 548
23. Abu Dawud, al-Sunan, Hadith: 5004
24. Iraqi, Takharij al-Ahya, vol. 3, p. 159
25. Mushaqat al-Masabeeh, p. 416
26. Mushaqat al-Masabeeh, p.417
27. Mulla'i Qari, Marqat al-Mafatih, vol. 8, p. 617